Lesson 4: Al-Isra (Ayaat 36- 52): Day 15 سُوۡرَةُ بَنِیۡۤ اسرآئیل / الإسرَاء کی تفسیر

وَلَا تَقۡفُ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ ؕ اِنَّ السَّمۡعَ وَالۡبَصَرَ وَالۡفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۤـئِكَ كَانَ عَنۡهُ مَسۡـُٔوۡلًا ﴿۳۶﴾

کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ لگو جس کا تمہیں علم نہ ہو یقیناً آنکھ، کان اور دل سب ہی کی باز پرس ہونی ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل میں اخلاقی تربیت پر بہت بات ہو رہی ہے۔ ہر سورۃ کا ایک اپنا مزاج ہوتا ہے۔ اسی طرح اس سورت کا مزاج کردار سازی ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ قرآن پاک جن لوگوں کی زندگیوں کا حصہ بن جائے، وہ اپنے قول و فعل اور عمل سے اس چیز کی دلیل دیں کہ وہ دوسرے لوگوں سے مختلف ہیں۔ اور اگر انسان کی اپنی زندگی میں یہ چیزیں نہیں آتیں تو پھر بعض دفعہ پڑھا ہوا کتابوں اور کاپیوں میں رہ جاتا ہے، انسان کے کردار میں نہیں آتا۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ یہاں اس چیز کو ہمارے لئے آسان فرما رہے ہیں کہ ہم اپنے پڑھے ہوئے کو کتابوں سے نکال کر عمل میں ڈھال سکیں۔ انہیں احکامات میں سے یہاں پہلا موضوع ہے۔ اور وہ یہ کہ بے جا تجسس نہ کرو۔ وَلَا تَقۡفُ اصل قفو ہے، ریڑھ کی ہڈی کے جو موہرے ہوتے ہیں ان کے لئے بھی یہی لفظ آتا ہے۔ وہ بھی ایک کے اوپر دوسرے چڑھے ہوتے ہیں اس کا روٹ، ق، ف، و، ہے۔ قفو کا لفظ اسی سے ہے کیونکہ اس کے اندر بھی ایک دوسرے کے اوپر چڑھ جانے کا معنیٰ ہے۔ یہاں اس کا مفہوم یہ ہے کہ جس بات کی تمہیں خبر نہیں یا جس چیز میں تمہارا کوئی مطلب نہیں ہے تو پھر تم اس کے پیچھے کھوج میں کیوں پڑتے ہو۔ بے کار کی باتیں دوسروں کے حالات اور ان کی زندگی، ان کے بچے گھر بار ان کی عمر کا اور اس طرح کی ساری چیزوں کے بارے میں جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو کم پڑھے لکھے ہوتے ہیں اُن کی عادت ہوتی ہے کہ وہ دوسروں سے ان کے بارے میں سوالات زیادہ کرتے

ہیں۔ جو چیز خود نہ سمجھ آئے پھر وہ دوسروں سے پوچھنے لگتے ہیں۔ اسلام ہمیں ایک بڑا ہی خوبصورت پیغام دیتا ہے وہ یہ ہے کہ "اسلام کا حسن یہ ہے کہ ہر بے معنی اور بے کار چیز کو چھوڑ دے"۔

اور صرف اس ایک حقیقت پر عمل کر کے ہم زندگیوں کو بہت خوبصورت بنا سکتے ہیں۔ عموماً دیکھا جائے تو ہمارا وقت دوسروں کی کھوج میں لگتا ہے اور وہ دوسرے ہمارے اپنے رشتے دار بھی ہو سکتے ہیں، اور ایک گھر میں دور ہنے والے کوئی افراد بھی ہو سکتے ہیں۔

ہر لمحے کسی کے پیچھے لگے رہنا یہ سوچ کر کہ چلو دیکھو تو سہی ذرا کر تا کیا ہے یہ پسندیدہ نہیں ہے۔ حتیٰ کہ ماں باپ کا، شوہر بیوی کا بچوں کا اس طرح سے معاملہ کریں تو یہ چیزیں بھی ان کے لیے نقصان دہ ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ یہ وہ چیزیں ہوتی ہیں جس کے بعد رشتوں میں بگاڑ آنے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو فطرتاً آزاد پیدا کیا ہے۔ انسان کی فطرت تقاضا کرتی ہے کہ کوئی اس کے معاملات میں دخل اندازی نہ کرے اور لفظ اسلام مسلم بھی اس لفظ کی غمازی کرتا ہے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث سے اس بات کو بڑے ہی خوبصورت انداز سے واضح

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلَّمَ الْمُسْلِمُوْنَ مسلمان وہ ہے جس سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں۔ اس کے ہاتھ اور اس کی زبان سے۔

ہاتھ سے تکلیف دینے کے لئے تو اس کے پاس جانا پڑے گا، لیکن زبان سے تکلیف دینے کے لئے پاس جانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اور ہم اس طرح کی باتیں کر رہے ہوتے کہ جو خود بخود اس کے پاس پہنچ جاتی ہیں۔ بات تو یہی کہتی ہے کہ "تم مجھے زبان سے نکالو میں تمہیں گھر سے نکال دوں گی"۔ اس

آیت میں وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ علم حاصل نہ کرو اور جس بات کا پتہ نہیں ہے اس کو چھوڑ دو۔ بعض لوگ اس کو غلط بھی سمجھ سکتے ہیں کہ جس بات کا نہیں پتا اس کو چھوڑ دو ریسرچ چھوڑ دو، تحقیقات نہ کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے معاملات کے اندر ٹوہ لینا چھوڑ دو۔ جو بندہ ایسا کرے گا اُسکا نقصان یہ ہو گا کہ بہت ساری کار آمد چیزوں کے لئے اس کے پاس وقت نہیں ہو گا۔ دوسرا اس کا نقصان یہ ہو گا کہ دوسروں کے ساتھ اس کے تعلقات خراب ہونگے۔ تقریباً قرآن پاک میں یہ بارہواں حکم آرہا ہے، مسلسل یہ احکامات پڑھ رہے ہیں۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کے بارے میں بدگمانی نہ کرو، ٹوہ نہ رکھو، جس چیز کو کوئی چھپانا چاہے تو وہ ان سے پوچھو نہیں اور جو کہ بتانا چاہے گا وہ خود ہی بتا دے گا۔ خواہ مخواہ کے سوال کرنا دوسرے لوگوں کو ذہنی طور پر مریض بنا دیتا ہے۔ بعض لوگ حادثات کا شکار ہو چکے ہوتے ہیں اور محفلوں میں اس لیے نہیں جاتے کہ لوگ پوچھیں گے۔ عموماً ہمارے کلچر میں گھریلو معاملات میں بہت باتیں پوچھی جاتی ہیں۔ بعض دفعہ وہ بھول جاتے ہیں کہ کچھ پیسے جو ہماری جیب سے جاتے ہیں اس سے بڑا جرمانہ ہمیں قیامت کے دن بھگتنا پڑے گا۔ اور ہم خاص طور پر زبان کا بے جا استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی بندش لگا دی کہ دنیا کی کوئی پولیس، کسی کا خوف بندے کو نہیں روک سکتا، سوائے اس کے جس کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ بے شک کانوں آنکھوں اور دل کا كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ہر ایک کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا۔ ہر انسان اپنے اپنے طور پر خود اللہ کے سامنے جواب دہ ہے کہ سننے دیکھنے کی قوتوں کو کہاں لگایا، عقل اور

فہم کی صلاحیتیں کہاں لگائیں۔ وہ ریسرچ کا مادہ جو اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر اس لیے رکھا تھا کہ وہ کائنات کو ڈسکور کرے، اس نے یہ مادہ دوسروں کو جاننے میں تو نہیں کھپا دیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک روایت کا خلاصہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا آدم کا بیٹا قیامت کے دن قدم نہیں ہٹا سکے گا، یہاں تک کہ اس سے پانچ باتوں کا سوال نہ پوچھ لیا جائے ۔

1۔ اور اس میں پہلی چیز عمر کہاں گزاری۔

2۔ دوسری چیز جوانی کہاں گزاری ۔

3۔ تیسری چیز مال کہاں سے کمایا ۔

4۔ اور چوتھی مال خرچ کہاں کیا۔

5۔ اور پانچویں کے جوبات معلوم ہو گئی تھی تو اس بات پر عمل کتنا کیا؟

جس کو یہ یقین آجائے گا وہ تو بہت سوچ کے اور سمجھ کے بولے گا۔ بہت سوچ کے کھائے پیئے گا۔

السَّمۡعَ ،وَالۡبَصَرَ ، وَالۡفُؤَادَ یہ تین اعضاء ہیں جو پیغامات کو قبول کرتے ہیں۔ پیغامات ان کے ذریعے سے آگے جاتے ہیں۔ اگر ان کو ہم اچھی چیزوں پر لگائیں گے تو ان شاء اللہ اس سے خیر آئے گی اور اگر بری چیزوں میں لے جائیں گے تو نقصان ہو گا۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے قوموں کی ترقی کا راز چھپا دیا۔ بامقصد قومیں ہی ترقی کرتی ہیں، جو اپنے کام سے کام رکھتی ہیں۔

ویسٹ میں کاؤنٹر پر بیٹھے لوگ اپنے کام میں مصروف ہوتے ہیں۔ وہ اس چیز سے بے خبر ہوتے ہیں کہ کون آرہاہے، کون جارہاہے۔ ان کو صرف یہی ہوتا ہے کہ آج شام کو ہم نے اپنا کام ختم کرنا ہے۔ ان کے پاس سر کھجانے کی فرصت نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس ہم ترقی پذیر ملکوں کے کاؤنٹرز پر دیکھتے ہیں کہ سب باتیں کر رہے ہیں اور ہر آتے جاتے کو دیکھ رہے ہیں۔ بالکل لاپرواہ بیٹھے ہیں، آنکھوں سے استقبال کریں گے اور جاتے ہوئے چھوڑیں گے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کام نہیں ہوتا۔ اسی لئے آج ہمارے بہت سے کام نہیں ہوتے۔ یہ سُست قوموں کا حال ہوتا ہے۔

اپنے لیے عمل کی بات لکھیں کہ جو بندہ اپنے کام پینڈنگ کرتا ہے، ہر دن ٹالتا ہی رہتا ہے، وہ کبھی بھی اپنے کاموں کو مکمل نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتا کر اس چیز کی دعوت دی کہ کبھی بھی بے کار چیزوں کی طرف مت دیکھیں، جو آپکے متعلق نہیں۔ حدیث ہے کہ اُس چیز کو چھوڑ دو جس سے تمہارے دل میں شک آرہاہے۔ اور اُس چیز کو لے لو جس سے تمہارے دل میں شک نہیں۔ اس لیے دوسروں کے معاملات کے بارے میں مت سوچیں۔ اگر کسی کی آدھی بات سے بھی آپ کے دل میں شک آرہاہے تو اُسے سوچنا چھوڑ دیں۔ تمام اخلاقی برائیاں تجسس سے شروع ہوتی ہیں۔۔ اللہ کے نبیؐ نے ایک موقع پہ اپنے صحابہ سے کہا کہ تم میں سے کوئی مجھے کسی دوسرے کی بات نہ بتائے۔

جب کسی کے دل میں شک کی گندگی آتی ہے تو اگر وہ اس کا کسی سے ذکر کر دے، چاہے وہ آپ کے شوہر، بہن یا کوئی بھی ہو، تو آپ دیکھیں گے کہ آپ نے شک Multiply کر دیا۔ جب تک زبان بند رہتی ہے، انسان محفوظ رہتا ہے۔ بہت سارے گھریلو جھگڑے اس ایک عادت کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ قرآن پڑھنے کے بعد دل بہت بڑا ہو جاتا ہے۔ سب کی باتیں، طعنے، ہر چیز اس میں گُم ہو جاتی

ہے۔ دل بہت وسیع ہو جاتا ہے۔ آنکھیں، کان، دل نعمت ہیں اور ہر نعمت کا سوال ہو گا۔ تو اللہ کہتے ہیں کہ ہر چیز کا حساب ہو گا۔ اب آپ سوچیں کہ قیامت کے دن سب کے سامنے حساب ہو رہا ہو گا۔ آنکھیں لائی گئیں۔ آنکھوں کا غلط استعمال کھُل رہا ہو گا۔ دل اللہ کی محبت کا مرکز ہے۔ دل میں اللہ کی یاد کو رکھنا ہے۔ جس دل میں گندگی ہو وہاں اللہ کی یاد نکل جاتی ہے۔ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ. اسی طرح ان آنکھوں نے کل اللہ کو دیکھنا ہے۔ کیا وہ آنکھیں جو گندی چیزیں دیکھتی ہیں اس سے اللہ کو دیکھیں گے۔ جن کانوں میں کل اللہ کے کلام کے لفظ آنے ہیں، ان کانوں میں جہاں دن رات اللہ کے کلام کے الفاظ سُنتے ہیں وہ کان گندی چیزیں نہیں سن سکتے، وہ آنکھیں گندے مناظر نہیں دیکھ سکتے۔ یہی وہ ذرائع ہیں جن کو ہم سب سے زیادہ مس یوز کرتے ہیں۔ ہم اپنی آنکھوں اور کانوں سے کیا دیکھتے ہیں اور کیا کچھ سنتے ہیں۔

اگر اس ایک آیت کو اپنے بچوں کو خوبصورت طریقے سے سمجھا دی جائے تو بچے جو آپ کے سامنے دیکھتے ہیں، وہی آپ کے بعد دیکھیں گے۔ پھر اکیلے بچوں کے دیکھنے کا غم نہیں ہو گا۔ دنیا کی کوئی طاقت نہیں ہے جو ان کو روک سکے سوائے اس سوچ کے کہ ہر چیز کا سوال ہو گا۔ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنۡهُ مَسۡـُٔوۡلًا تم سے ان ساری نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

وَلَا تَمۡشِ فِی الۡاَرۡضِ مَرَحًا ۚ اِنَّکَ لَنۡ تَخۡرِقَ الۡاَرۡضَ وَلَنۡ تَبۡلُغَ الۡجِبَالَ طُوۡلًا ﴿۳۷﴾

زمین میں اکڑ کر نہ چلو، تم نہ زمین کو پھاڑ سکتے ہو، نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو۔

کُلُّ ذٰلِکَ کَانَ سَیِّئُهٗ عِنۡدَ رَبِّکَ مَکۡرُوۡهًا ﴿۳۸﴾

اِن امور میں سے ہر ایک کا برا پہلو تیرے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تقریباً تیرہ اخلاقی عادات کا ذکر کیا ہے۔ ان ساری آیات میں پیچھے جتنی اخلاقی برائیوں کا ذکر ہوا ہے۔ تیرے رب کے نزدیک یہ سب كَانَ سَيِّئُهٗ ناپسندیدہ۔ اور رَبِّكَ مَكْرُوْهًا تیرے رب کے نزدیک مکروہ ہیں۔ کسی کو کوئی چیز ناپسند ہو تو وہ اچھی نہیں ہوتی اور جب اللہ کو کوئی چیز ناپسند ہو تو پھر وہ کیسی ہو گی۔ اس کے اوپر انسان کو غور کرنے کی ضرورت ہے۔ یہاں یہ کہہ کے اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اپنے اندر یہ اخلاقی خوبیاں پیدا کرو۔

ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾

یہ وہ حکمت کی باتیں ہیں جو تیرے رب نے تجھ پر وحی کی ہیں اور دیکھ! اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ بنا بیٹھ ورنہ تو جہنم میں ڈال دیا جائے گا ملامت زدہ اور ہر بھلائی سے محروم ہو کر ۔

یہ دانائی کی باتیں ہیں۔ عقلمندی ہیں، حکمتیں ہیں، اقوال زریں ہیں اور حکمت بھرے قول ہیں اور ان ساری اخلاقی خوبیوں کے بعد شرک کی بات ہوئی۔ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہ بناؤ یہاں پہ ایک قسم کا موضوع پورا ہوا ہے۔

آخری حکم ہے کہ زمین پر اکڑ کر نہ چلو۔ اکڑ جیسے ایک انسان بہت اِتراتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں چلنے کا طریقہ بھی سکھا رہے ہیں۔ اکڑ کی چال پسند نہیں ہے۔ قارون کو اسی وجہ سے اس کے گھر اور اس کے خزانوں سمیت زمین میں دفنا دیا گیا تھا کیونکہ وہ اکڑ کے چلا تھا۔ سورہ قصص آیت نمبر اکیاسی میں اس کی تفصیل پڑھیں گے۔

صحیح مسلم کی روایت کا خلاصہ:- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ ایک شخص دو چادریں پہن کر اکڑ کر چل رہا تھا کہ اسے زمین میں دھنسا دیا گیا اور قیامت تک وہ دھنستا ہی جائے گا۔

اسی طرح سورۃ فرقان کے آخر میں وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ کے تذکرے میں اللہ تعالیٰ نے وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ کی ایک خوبی کا ذکر کیا ہے وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا زور سے چلنا پاؤں پٹخ کے مارنا یہ تکبر کی علامت ہے۔ اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کی علامت ہے۔ زمین کو بھی نقصان ہو گا اور خود کو بھی ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم بڑے نہیں ہو سکتے وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا اللہ کہتے ہیں کہ تم اوپر نہیں نکل سکتے۔ اللہ کو ایسی چال بالکل بھی پسند نہیں ہے۔ نعمتوں کو پانے کے بعد انسان کا رویہ تواضع کا ہونا چاہیے، تکبر کا نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی بات کا درس دیتے ہیں۔ اسی لیے صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے چلتے جیسے کوئی بلندی سے نیچے اتر رہا ہو۔ یعنی آپ کا سینہ آگے کی طرف جھکا ہوتا تھا۔ اس سے مراد مریل چال نہیں بلکہ میڈیم چال ہے۔

آج کے لوگوں کی چال کیسی ہے؟

ذرا دیکھ لیں آج کے لوگوں کے لباس ہی ایسے ہوتے ہیں کہ جس سے چال اکڑ جاتی ہے۔ اتنے تنگ کپڑے ہیں جس سے سانس بھی نہیں لے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت ساری نیکیوں میں رنگ نہیں آ پاتا۔ کیوں کہ ہمارا لباس ٹھیک نہیں ہوتا۔ آج اتنا زیادہ لباس تنگ پہنا جانے لگا کہ نہ چاہتے ہوئے بھی رعونت آتی ہے۔ نرم کپڑے سے انسان کے اندر نرمی، عاجزی آتی ہے۔ چال، ڈھال میں اکڑے انسان کا دل بھی اکڑا ہوا ہو گا۔ عیاض بن عمار سے ایک روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا؛ اللہ تعالیٰ نے میرے

پاس بذریعہ وحی حکم بھیجاہے کہ تواضع اور پستی اختیا کرو۔کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی پر فخر اور اپنی بڑائی کا طرز اختیار نہ کرے،اور کوئی کسی پر ظلم نہ کرے۔

عبدُاللہ بنِ مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا؛وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو گا، جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہو گا۔

حدیث قدسی ہے۔ ابو ہریرہ اس کے راوی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار۔ جو شخص مجھ سے ان چیزوں کو چھیننا چاہے تو میں اُسکو جہنم میں داخل کر دوں گا۔

انسانوں کو سمجھانے کے لیے یہاں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کی بات ہوئی ہے۔

ایک اور روایت ہے فرمایا کہ قیامت کے دن تکبر کرنے والے چیونٹیوں کی طرح آئیں گے۔ انسانی شکلوں میں ہوں گے لیکن قد کاٹھ چیونٹیوں جیسے ہونگے۔ جن پر ہر طرف سے ذلت اور خواری برس رہی ہو گی۔ انکو جہنم کے ایک جیل خانے کی طرف ہانکا جائے گا۔ جسکا نام ”بولس“ ہے۔ ان پر سب طرف سے بڑی تیز آگ چڑھی ہو گی۔ اور انکو پینے کے لیئے اہلِ جہنم کے جسموں سے نکلا ہوا پیپ اور خون دیا جائے گا۔ (اللھُمَ لاَ تجعلنا مِنھم)۔ یہ ترمذی کی روایت ہے۔ تو ہر لمحہ سوچا کریں۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا؛ کہ میں نے نبیؐ سے سُنا ہے کہ جو شخص تواضع اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسکو بُلند فرماتے ہیں۔ وہ اپنے نزدیک تو چھوٹا ہے لیکن سب کی نظروں میں بڑا ہوتا ہے۔ اور فرمایا؛ جو شخص تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکو ذلیل کرتا ہے۔ وہ خود اپنی نظروں میں بڑا اور دوسرے لوگوں کی نظروں میں کتے اور خنزیر سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ (تسفیر مذری)۔ اللہ کو عاجزی پسند ہے۔

یہاں پندرہ آیات پوری ہوئیں جن کے بارے میں ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ پوری تورات کے احکامات بنی اسرائیل کی پندرہ آیات میں جمع کر دیئے گئے۔ اسی کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے کر دیا ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ اللہ تعالیٰ نے حکمت کی ساری باتیں جمع کر دیں۔ اگر ہم بھی ان باتوں پر عمل کریں تو سب کی نظروں میں بڑے بن جائیں۔

اگر ان ساری باتوں کو جمع کریں تو سب سے پہلے شرک تھا، پھر ماں باپ کو اُف کہنے سے روکا گیا۔ پھر فضول خرچی سے روکا، بخل سے روکا، قتلِ اولاد سے، زنا کی قربت سے، قتلِ نفس سے۔ یتیم کے مال سے دور رہو، بلا تحقیق رائے قائم نہ کرو۔ پھر کرنے کے کام بتائے۔ عبادت، والدین کے ساتھ احسان اور دعا کا حکم، رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا۔ وعدہ پورا کرنا، ناپ تول۔ ان سب باتوں کے آگے لکھ لیں كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾

یہ ساری چیزیں اللہ کے نزدیک قابلِ نفرت ہیں۔ ان سب چیزوں کو کرنے میں ہمارا اپنا فائدہ ہے ورنہ قیامت کے دن یہ سب چیزیں ہمارے خلاف گواہی دیں گی۔ سورۃ یاسین میں ہم پڑھیں گے کہ آج کے دن ہم ان کے مُنہوں پر مہر لگا دیں گے اور انکے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے، اور ان کے پاؤں گواہیاں دیں گے ان باتوں کی جو یہ کیا کرتے تھے۔ اللہ ہمیں اپنی اصلاح کی توفیق دے (آمین)۔

اب اس سبق کے آخر تک مشرکینِ مکہ کی کٹ حجتیاں ہیں۔ ان آیتوں کو پڑھتے جائیں اور دعا مانگتے جائیں۔ کتنا پیارا ربّ جس نے اتنی پیاری دنیا دی، اتنا کچھ دیا، اس سے اتنا سب کچھ لینے کے باوجود اس کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل نہیں کرتے اور اپنے آپ کو اس سے بے نیاز کرتے ہو۔ کہتے تھے کہ اللہ کی بیٹیاں ہیں اور یہ بات سورۃ نحل میں ہو چکی ہے۔

اَفَاَصۡفٰىكُمۡ رَبُّكُمۡ بِالۡبَنِيۡنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الۡمَلٰۤـئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمۡ لَتَقُوۡلُوۡنَ قَوۡلًا عَظِيۡمًا ﴿۴۰﴾

کیسی عجیب بات ہے کہ تمہارے رب نے تمہیں تو بیٹوں سے نوازا اور خود اپنے لیے ملائکہ کو بیٹیاں بنا لیا؟ بڑی جھوٹی بات ہے جو تم لوگ زبانوں سے نکالتے ہو۔

کیا تم اپنے آپ کو اتنا عقلمند سمجھتے ہو کہ تمہیں تو اللہ نے بیٹے دیے۔ تم کہتے ہو تو ٹھیک ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے سوالیہ انداز دیا۔ ہمزہ سوال کے معنوں میں ہے۔ خود کے لئے تو بیٹیاں نہیں لیتے ہو اور بیٹیوں سے اپنے چہرے سیاہ کر لیتے ہو اور رحمان کے لیے بیٹیاں بناتے ہو اِنَاثًا انثٰی کی جمع ہے۔ یہاں لڑکیوں کی بے عزتی نہیں ہو رہی بلکہ ان کے طور طریقوں کو سامنے رکھتے ہوئے کہا جا رہا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو تو بیٹے بھی نہیں چاہیے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دیکھیں اسلام عورت کو بہت پیچھے کرتا ہے۔ سورۃ مریم آیت نمبر 88 سے 95 میں اللہ تعالیٰ نے بیٹوں کا بھی انکار کیا ہے۔ وَقَالُوۡا اتَّخَذَ الرَّحۡمٰنُ وَلَدًا وہ کہتے ہیں رحمان نے بیٹے بنا لئے، وہ اتنی بڑی بات کرتے ہیں۔ سورۃ مریم میں ہے اللہ کو نہ بیٹا پسند نہ بیٹیاں پسند ہیں۔

اِنَّكُمۡ لَتَقُوۡلُوۡنَ قَوۡلًا عَظِيۡمًا تم پر افسوس ہے کہ بیکار باتیں کرتے ہو اللہ کے بیٹے بیٹیاں بناتے ہو اللہ کو اپنے جیسا سمجھتے ہو۔ سورۃ نجم میں بھی آتا ہے کہ تمہارے لیے بیٹے ہیں اور اللہ کے لیے بیٹیاں۔ سورہ زمر کی آیت نمبر چار میں بھی یہ بات آئے گی اللہ تعالیٰ نے اگر اپنا بیٹا بنانا ہوتا تو بنا لیتا۔

اصل بات یہ کہ تم اس کلام کو سننا نہیں چاہتے۔ اس لیے اللہ کے نبی سے یہ کٹ حجتیاں کرتے ہو۔ تو کہا تم اس کو نہ سنو ہم نے تو بیان کر دیا۔

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا فِیۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لِیَذَّكَّرُوۡا ؕ وَمَا یَزِیۡدُهُمۡ اِلَّا نُفُوۡرًا ﴿۴۱﴾

ہم نے اِس قرآن میں طرح طرح سے لوگوں کو سمجھایا کہ ہوش میں آئیں، مگر وہ حق سے اور زیادہ دور ہی بھاگے جارہے ہیں۔

قرآن تو ہے ہی نصیحت کے لئے۔ تم نے اس کو قبول کرنا ہے یا نہیں یہ تمہارا فیصلہ ہے اصل میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن پاک میں ایک ہی مضمون کئی بار آتا ہے۔ کبھی وعیدوں سے ڈرایا جاتا ہے۔ ہم نے بار بار ایک ہی چیز کا ذکر اس لیے کیا ہے۔

1۔ پہلی بات کہ انسان بھولنے والا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے بار بار تذکرہ کیا ۔

2۔ دوسری بات کہ انسان کبھی کسی موڈ میں ہوتا ہے، کبھی کسی موڈ میں ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ایک موضوع سمجھ آتا ہے دوسری دفعہ نہیں آتا۔ کبھی غائب ہوتے ہیں کبھی حاضر ہوتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ رخصت رکھی ہے۔

اس سے پتہ چل رہا ہے کہ یہ نصیحت کی کتاب ہے۔ ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ بار بار قرآن کی باتیں سن کر بھاگ جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ تو وہی اساطیر الاولین پہلے بھی یہی باتیں ہو رہی تھیں۔ ایسے لوگ ایسی باتیں کر کے اپنے آپ کو مطمئن کر لیتے ہیں۔

قُلۡ لَّوۡ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا یَقُوۡلُوۡنَ اِذًا لَّابۡتَغَوۡا اِلٰی ذِی الۡعَرۡشِ سَبِیۡلًا ﴿۴۲﴾

اے محمدؐ، ان سے کہو کہ اگر اللہ کے ساتھ دوسرے خدا بھی ہوتے، جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں، تو وہ مالک عرش کے مقام پر پہنچنے کی ضرور کوشش کرتے۔

یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور خدا بھی ہیں۔ تو یہاں بڑی عقلی دلیل دی جارہی ہیں۔ بالفرض ان کے کہنے کے مطابق ایک سے زیادہ خدا ہوتے اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰی ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا اس وقت سب خداؤں نے مل کر تلاش کرلی ہوتی عرش کے مالک پر غالب آنے کی کوئی راہ۔

دنیا میں دو بادشاہ اکٹھے نہیں رہتے۔ بتایا جارہا ہے کہ دو برابر کی چوٹ کے لوگ تو ایک جگہ رہ لیتے ہیں لیکن ایک بڑا ہے ایک چھوٹا ہے اور اگر بالفرض (نعوذ باللہ) خدا کے ساتھ کچھ اور خدا بھی ہوتے تو کیا انہوں نے ابھی تک اس خدا کو چھوڑا ہوتا۔ وہ عرش کے اوپر کمند ڈال چکے ہوتے اس کو پکڑ لیتے یعنی اس کی حکومت کا خاتمہ کر دیتے حالانکہ حقیقت یہ ہے۔

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا ﴿۴۳﴾

پاک ہے وہ اور بہت بالا و برتر ہے اُن باتوں سے جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں۔

آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جو باتیں کرتے ہیں کرتے رہیں، اللہ تعالیٰ تو ان کی باتوں سے بہت ہی بلند و بالا ہے۔ جیسے کوئی کسی کو پتھر مارے تو پتھر نیچے سے ہی گزر جائیں اور اس کا قد اونچا ہو یا وہ چیز اونچی ہو۔ لوگ اللہ کے بارے میں کچھ بھی کہتے رہیں، اللہ کی ذات کو اسے کچھ پروا نہیں کیونکہ وہ عُلُوًّا کَبِیْرًا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے خداؤں کا تذکرہ کرکے کیا تم بادشاہوں کے جیسے لشکر کشی کے معاملے کرتے ہو کہ کوئی اس کو مارے، کوئی اس کو لے لے۔

آج لوگوں نے مسلمانوں میں بھی یہی باتیں پھیلا دیں کہ کچھ بزرگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مدد کررہے ہیں۔ تو پھر سارے بزرگوں نے جمع ہوکر اللہ تعالیٰ کو نیچا کیوں نہیں کردیا۔ جو دنیا میں عموماً ہوتا ہے تم

ان کا تقرب لیتے ہو۔ کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں کہ اللہ کی شان ہر چیز سے بلند ہے اور اس کی کیا مثال دینی اس کی شان ایسی ہے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿٤٤﴾

اُس کی پاکی تو ساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں بیان کر رہی ہیں جو آسمان و زمین میں ہیں کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو، مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ہی بردبار اور درگزر کرنے والا ہے۔

تصور کریں ذرا آسمان خود بھی تسبیح کر رہا ہے اور زمین بھی کر رہی ہے اور ان کے بیچ کی ہر چیز بھی تسبیح کر رہی ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں ہمیں پتہ چلا کہ کائنات کی ہر چیز بولتی ہے۔ ایسے بہت سارے حقائق ہمارے سامنے آتے ہیں۔ قرآن پاک کی اور آیتوں سے بھی اس بات کی دلیل ملتی ہے کہ کائنات کے مختلف چیزیں بولتی ہیں۔ سورہ ص کی آیت نمبر 18 میں ہے۔

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ۙ﴿١٨﴾

ہم نے پہاڑوں کو اس کے ساتھ مسخر کر رکھا تھا کہ صبح و شام وہ اس کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ تسبیح کرتے تھے تو صبح شام ان کے ساتھ پہاڑ بھی تسبیح کرتے تھے۔ پتھروں کے بارے میں بھی پیچھے ہم سورہ البقرہ میں پڑھ چکے ہیں۔

وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ

کچھ پتھر اللہ کے خوف سے گرنے لگتے ہیں۔

صحیح بخاری کی روایت ۔ صحابہ کرام اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے تو اپنے کھانے کے لقمے میں سے صحابہ کو تسبیح کی آواز سنائی دی۔

ہم نے وہ کھانے کا لقمہ صحابہ کے کان کے پاس کیا تو صحابہ نے اس کھانے سے تسبیح کی آواز سنی۔اسی طرح کنکروں کے بارے میں بھی آتا ہے کہ کنکروں کے اندر سے آواز آتی تھی۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں اس پہاڑ کو جانتا ہوں جو نبوت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا۔

دروازے کے بارے میں بھی ایک روایت آتی ہے کہ جب ہمیں اس کو کھولتے ہیں یا بند کرتے ہیں اس میں جو چرچراہٹ آتی ہے تو وہ لکڑی بھی تسبیح کرتی ہے۔جب تک یہ چیزیں جاندار رہتی ہیں جیسے درخت ہیں یہ تسبیح کرتے ہیں۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ قبروں کے پاس سے گزرے۔ آپ رک گئے پھر آپ اترے اور آپ نے ایک درخت کی ڈالی لی اور دو قبروں میں لگادی۔ بعد میں پوچھا گیا کیا تو آپ نے فرمایا ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا تھا۔ایک کو پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے پر اور دوسرے کو چغل خوری پہ۔ میں نے یہ درخت کی ٹہنیاں لگادی کہ جب تک یہ ہری رہیں گی تب تک یہ تسبیح کریں گی اور جب تک یہ ہری رہیں گی تب تک یہ عذاب قبر سے محفوظ رہیں گے۔

لوگوں نے اس عمل کو پکڑ کر قبروں پر درخت لگانا شروع کر دیئے اسی سے لوگوں نے آج کا کنسیپٹ لیا حالانکہ وہ اللہ کے نبی کا معجزہ تھا۔ ہمیں پتہ نہیں کس قبر میں عذاب ہے یا نہیں۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں گے تو مسجد نبوی بالکل اپنی ابتدائی مراحل میں تھی کھجور کے ایک تلے پہ آپ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ اُس دن کے بعد ایک عورت اپنے گھر سے ایک منبر بنوا کر لے آئی۔ نبیؐ منبر پر خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو بچے کے رونے کی آواز آئی۔ آپؐ منبر سے اترے تو دیکھا کہ وہ کھجور کا تنا جس میں آپ نماز پڑھتے تھے جو خطبہ دیتے تھے وہ رو رہا ہے۔ پھر آپ نے اپنا منہ اس کے پاس کیا اور تھوڑی کچھ بات کہی پھر واپس آئے اور فرمایا کہ کھجور کا تنا آج اس بات پر رو رہا تھا کہ کل تک اللہ کا نبی میرے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیتا تھا اور آج میں اس سے محروم رہ گیا اور آپ نے اس کو کچھ کہا تو اس کو تسلی مل گئی۔

اور اس پر اگر ڈاکومنٹری دیکھیں تو حیران رہ جائیں گے۔ بے جان چیزیں، جن کو بظاہر بے جان سمجھتے ہیں ان میں بھی زندگی ہے۔ اگر سی ورلڈ کو دیکھا جائے تو اس کے اندر سے پتھر اور سیپ یہ سب چلتے ہیں۔

ہر چیز کے اندر اس چیز کی سینس موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بنایا ہے۔ یہ نہیں سمجھ آتی تو انسان کو نہیں آتی۔ ہماری زبانیں ہر وقت دوسری باتیں بولتی اور ہمارے کان دوسری باتیں سنتے رہتے ہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ سے کہتا ہے کہ تیرے اوپر سے کوئی ایسا آدمی گزرا ہے جو اللہ کو یاد کرنے والا ہو، اگر وہ کہتا ہے ہاں تو یہ پہاڑ اس سے خوش ہوتا ہے۔ اس پر استدلال کرتے ہوئے ابن مسعود نے یہ آیت پڑھی وَقَالُوا اتَّخَذَ

الرَّحْمٰنُ وَلَدًا اس سے پتہ چلا کہ پہاڑ بھی کلام کرتے ہیں سننے سے متاثر ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایک موقعہ پر حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور اللہ کے نبیؐ چاروں پہاڑ احد پر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہاڑ آج تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود نبی اور ابو بکر وہ صدیق اور عمر اور عثمان کو خوشخبری دے دی گئی کہ وہ شہید ہوں گے۔ آپؐ نے اس لیے سنایا کہ پہاڑ سن رہا تھا۔ بعض لوگوں نے پھر ایسی آیتوں سے شرک بھی بڑا شروع کر دیا تو اس سے بچنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے تا کہ کہیں ہم ایسی چیزوں میں پڑ کر اصل چیزوں سے ہٹ نہ جائے۔

روایت میں آتا ہے کہ حجر اسود کل گواہی دے گا ان لوگوں کی، جنہوں نے اس کو چوما ہو گا۔

اس سے پتہ چلا کہ اس پتھر کو بھی سینس ہے۔

اس سے بھی پتہ چلا کہ زمین ہمارے نشانات لے رہی ہے۔ سورہ زلزال میں ہے وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۙ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۚ۔ اس بات کے بہت سارے دلائل ہیں۔